Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Analytical Study of Selected Books of Urdu Fatawa by Akaber Ulama e Dewoband

اکابر علماء دیوبند کی منتخب کتب اردو فتاوی کا تجزیاتی مطالعہ

Dr Abdur Razaq
IRI International Postdoctoral Fellowship IIU, Islamabad, abdul.razaq7@gmail.com

Abstract

This paper explores the historical trajectory of Urdu Fatwa, exploring its significance and evolution over time. Fatwa, as the divine directive conveyed through the Mufti, holds profound importance, acting as a conduit of guidance from Allah and His Prophet. The ramifications of erroneous Fatwas are far-reaching, impacting not only seekers of guidance but the entire Ummah. In the era of the Holy Prophet, jurisprudence and Fatwa were intertwined with his wisdom, with his companions seeking his counsel in times of dispute. Following his noble example, the era of the rightly guided caliphs further solidified the authority of Fatwa issuance. The formalization of Fatwa issuance in the subcontinent during the 4th century Hijri marked a pivotal moment, leading to the publication of numerous treatises in Arabic, Persian, and eventually Urdu. This article sheds light on this historical journey, with a focus on the esteemed Fatawa of Ulama e Deoband in the latter period. Today, the evaluation of Urdu Fatwas continues under the guidance of Madaris, Dar ul Ifta, and revered religious scholars, ensuring the preservation of divine wisdom in navigating contemporary challenges.

Keywords: Fatwa, Mufti, Companion, Religious, Scholar, Persian

فتوی کی لغوی تعریف:

لفظ فتوی فاء کے فتحہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ منقول ہے۔ لیکن صحیح فاء کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ فاء کے ضمہ کے ساتھ الفتیا آتا ہے۔ دنیا کے وزن پر ہے۔ فتوی اور فتیا دونوں کی جمع فتاوی آتی ہے۔ لیکن فتاوی واو کے فتحہ کے ساتھ منقول ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

والفتیا والفتوی : ما افتی بہ الفقیہ ،وایضاً فتیً و فتوی ۔ اسمان یوضعان موضع الافتاء و یقال افتیت فلانا ۔ (1)

قرآن کریم میں ہے

يَا أَيُّهَا الْمَلأُ أَفْتُونِي فِي رُؤْيَايَ إِن كُنتُمْ لِلرُّؤْيَا تَعْبُرُون. (2)

اے دربار والو: اگر تم تعبیر دے سکتے ہو تو میرے اس خواب کے بارے میں مجھ کو جواب دو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا المَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْراً حَتَّى تَشْهَدُون۔ (3)

اے اہل دربار: تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے دے دو۔

فتوی کی اصطلاحی تعریف:

الجواب عن مسئلة دینیة۔(4)

کسی دینی مسئلہ کے بارے میں جواب دینا۔

دوسری تعریف یہ ہے: ھو الاخبار بحکم اللہ تعالیٰ عن مسئلة دینیہ بمقتضی الادلة الشرعیہ لمن سال عنہ فی امر نازل علی جھة العموم والشمول لا علی وجہ الالزام۔ (5)

CC BY

کسی بھی دینی مسئلہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم دلائل شرعیہ کے مقتضیٰ اس شخص کو خبر دینا جس نے کسی بھی پیش آنے والی حاجت کے بارے میں سوال کیا ہو اور وہ عموم اور شمول کی جھت پر ہو گا نہ کہ بطریق الزام ہو۔

لیکن بعد میں فتوی شرعی حکم معلوم کرنے کیلئے خاص کیا گیا۔یعنی شرعی مسئلہ پوچھنے کو فتوی کہا گیا اور قرآن کریم میں اس معنی کے لئے استعمال ہوا

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ. (6)

اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فتوٰی دیتے ہیں۔

اور فتوی اس معنی میں نبی اکرم ﷺ کی حدیث میں بھی استعمال ہوا ہے

اجرؤکم علی الفتیا اجروکم علی النا ر۔(7)

ترجمہ: تم میں فتوی پر جرات کرنیوالا آگ پر جرات کرنیوالا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے

الاثم ما حاک فی صدرک وان افتاک الناس وافتوک ۔(8)

گناہ وہ ہے جو تمھارے سینے میں کھٹکا پیدا کرے اگرچہ لوگ مختلف قسم کے فتوی دیں۔

یعنی فتوی کا لفظ قرآن وحدیث میں کسی دینی مسئلہ کے بارے میں استعمال ہوا ہے اس لئے یہ دینی فتوی کہلائے گا۔

فتوی کی اقسام ثلاثہ:

فتوی اور افتاء قوم کے کلام میں تین معنی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔اس کی تین قسمیں ہیں

1: الفتوی الشرعیہ
2: الفتوی الفقہیہ
3: الفتوی الجزئیہ

1: لفتوی الشرعیہ:

اما الفتوی الشرعیہ ، فھی التی صدرت من الشارع اما بوحی متلو فی القرآن الکریم او بوحی غیر متلو فی سنتہ النبی ﷺ عن سوال او لبیان نازلۃ فی عھد النبی ﷺ فا صبحت شرعاً عاماً۔وذلک مثل قولہ المذکور فیا سبق۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ. (9)

اور لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔آپ فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فتوٰی دیتے ہیں۔

اسی طرح فتوی شرعیہ کی قرآن مجید میں کئی مثالیں مذکور ہیں۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنفَالِ قُلِ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ. (10)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں مال غنیمت سے متعلق تو آپ فرمادیں کہ مال غنیمت اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے۔

پہلی اور دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کا حکم دراصل فتوی سے تعلق رکھتا ہے کہ اللہ تمھیں ان کے بارے میں فتوی دیتا ہے وہ یہی فتوی شرعیہ کہلاتا ہے۔اور سنت نبوی ﷺ سے بھی فتوی شرعیہ کی مثال ثابت ہے

جیسا کہ حدیث میں ہے

عن ابن عباس ، ان امراءۃمن جھینہ جاءت الی النبیﷺفقالت:ان امی نذرت ان تحج فماتت قبل ان تحج ، افاحج عنھا قال ،نعم حجی عنھا۔(11)

ترجمہ:ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم ﷺ کے پاس تشریف لائی پس اس نے کہا کہ میری ماں نے منت مانی کہ وہ حج کرے گی پس وہ حج کرنے سے پہلے مر گئی کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا۔جی ہاں تو اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے۔

فتوی کی یہ نوع وحی کے انقطاع سے نبی اکرم ﷺ پر ختم ہو گئی ہے۔

(2): **الفتوی الفقھیہ:**

والمراد بالفتوی الفقھیہ مایبوح لھا فقیہ من الفقھاء لا کجواب عن سوال فی حادثۃ مخصوصۃ: (12)

ترجمہ:فتوی فقہیہ سے مراد وہ فتوی ہے کہ فقہاء میں سے کسی فقیہ نے اس کو جائز قرار دیا ہو،اور وہ کسی حادثہ مخصوصہ میں کسی سوال کا جواب نہ ہو۔

اس کے ہمارے ہاں بہت فروع ہیں۔یا وہ کسے سوال کا جواب ہو۔لیکن اس کا کسی جزئیہ معینہ سے کسے قسم کا کوئی تعلق نہ ہو۔یہ فقہاء کرام کا مقام ہے کہ وہ کون سی فقہ کے مسائل کو مدون کریں اگرچہ ان کے بارے میں سوال نہ کیا ہو۔

(3) **الفتوی الجزئیہ:**

المراد بھا الجواب عن السوال فی واقعۃ معینۃ بتنزیل الفقہ الکلی علی الموضع الجزئی۔(13)

فتوی جزئیہ سے مراد وہ فتوی ہے کہ وہ کسی واقعہ معینہ کے سوال کا جواب ہو جو فقہ کلی کو موضع جزئی پر اتارتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی کا انتقال ہوا اس نے ورثاء میں والدین،بیوی،بیٹا اور بیٹی چھوڑی ہے۔تو اس کا ترکہ کس طرح ان کے درمیاں تقسیم ہو گا اور فتوی کا استعمال اکثر اس نوع پر ہوتا ہے۔اور اگرچہ فتوی فقہیہ کا اطلاق بھی اس پر ہوتا ہے۔

فتوی کا تاریخی پس منظر:

فتویٰ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی نزول قرآن کی تاریخ ہے۔قرآن اور فتویٰ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔عہد رسالت میں آپ ﷺ اس منصب جلیلہ پر فائز تھے۔وحی کے ذریعہ اللہ تعالی کی طرف سے فتویٰ دیا کرتے تھے۔آپ کی وفات کے بعد فتویٰ کی ذمہ داری حضرات صحابہ کرام نے سنبھالی۔صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بطریقہ احسن سنبھالا۔پھر ان کے بعد فقہاء نے فقہ اور فتویٰ کے میدان میں خدمات سرانجام دیں۔جس کی وجہ سے مختلف فقہی مکاتب فکر وجود میں آئے لیکن ان فقہی مکاتب فکر میں فقہ حنفی کو سب سے زیادہ پذیرائی ملی خلفاء عباسیہ سے لے کر گذشتہ صدی کے شروع ہونے تک اکثر اسلامی ممالک میں فقہ حنفی قانونی شکل میں رائج رہی ہے۔سلطنت مغلیہ میں فقہ حنفی بطور قانون نافذ رہی۔سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد انگریزی دور حکومت میں فتویٰ نویسی کا کام مدارس دینیہ کی طرف منتقل ہوا۔اس دوران مختلف اردو فتاویٰ وجود میں آئے۔

نبی اکرم ﷺ کے دور میں فتوی:

نبی اکرم ﷺ اپنے زمانے میں خود مفتی تھے۔اور سب سے پہلے اس منصب پر فائز ہوئے اور وحی معین کے ذریعے آپ فتوی دیا کرتے تھے۔اور آپ کے فتاوٰی جوامع الکلم تھے۔۔اور قرآن کریم کے بعد آپ کے یہ فتوی(حدیث)اسلام کا دوسرا بڑا ماخذ ہیں۔اور مسلمانوں کے لئے اس پر عمل کرنا لازم ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۔(14)

ترجمہ:رسول اکرم ﷺ جو کچھ آپ کو دے دیں لے لیا کریں اور جس چیز سے روکیں تم رک جایا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۔ (15)

CC BY

ترجمہ: پس اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور اس کے رسول کے حوالے کر دیا کرو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔

آپ ﷺ کے عہد زریں میں کوئی دوسرا فتویٰ دینے والا نہیں تھا۔ آپ ﷺ کسی بھی صحابی کو دور دراز علاقوں کے لئے مفتی اور قاضی بنا کر بھیجتے تھے اور آپ ﷺ نے ان کو قرآن اور حدیث اور اجتہاد کے ذریعے فتویٰ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی جیسا کہ حدیث معاذ میں ہے۔

عن اصحاب معاذ بن جبل ان رسول اللہ ﷺ لما ارادان یبعث معاذ الی الیمن قال کیف تقضی اذا عرض لک قضاء قال اقضی بکتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ ﷺقال فان لم تجد سنۃ رسول اللہ ﷺولا کتاب اللہ قال اجتھد برائی ولاآلو، فضرب رسول اللہ لما یرضی رسول اللہ۔ (16)

ترجمہ: معاذ بن جبل کے اصحاب سے روایت ہے کہ بیشک جب رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے پوچھا کہ آپ کیسے فیصلہ کریں گے جب آپ پر کوئی فیصلہ پیش کیا جائے گا۔ تو آپ نے جواب دیا، کتاب اللہ، پس اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو آپ نے کہا کہ سنت رسول ﷺ سے فیصلہ کروں گا اگر سنت رسول ﷺ سے نہ ملے تو کس چیز سے فیصلہ کرو گے تو فرمایا میں اپنی رائے سے فیصلہ کروں گا پس آپ ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا الحمدللہ کہ اللہ کے رسول کے ساتھ کو اللہ نے توفیق دی ہے جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔

آپ کے عہد زریں میں آُپ ہے اس منصب جلیلہ پر فائز رہے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا مفتی نہ تھا۔

صحابہ کرام کے دور میں فتویٰ:

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین عن رب العالمین میں لکھتے ہیں۔

ذکر ابن القیم فی اعلام الموقعین عن رب العالمین : والذین حفظت عنھم الفتوی من اصحاب رسول اللہ ﷺ مائۃ ونیف وثلاثون نفساً۔ما بین رجل وامراۃ فکان المکثرون منھم سبعۃ:عمر بن خطاب ،و علی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود و عائشہ ام المومنین و زید بن ثابت و عبداللہ بن عباس ، و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم اجمعین۔

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں ذکر کیا ہے۔ کہ وہ لوگ جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں فتویٰ کی ذمہ داری کا کام کرتے تھے ان کی تعداد ایک سو تیس تھی۔ ان میں مرد اور عورت تھے۔ زیادہ تر ان میں جو فتویٰ دیتے تھے ان کی تعداد سات تھی۔ حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عائشہ ام المومنین حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم اجمعین۔

اس کے علاوہ صحابہ کرام کی وہ تعداد تھی۔ جو ان سے کم فتویٰ دیا کرتے تھے۔ ان کے تعداد تیرہ ہے۔ یہ حضرات متوسطون کہلاتے ہیں۔

والمتوسطون عنھم فیم روی عنھم من ایضاً ابو بکر صدیق ،ام سلمۃ ،انس بن مالک ،ابو سعید خدری ،ابوھریرہ، ،عثمان بن عفان، عبداللہ بن عمر بن العاص،عبداللہ بن زبیر، ابو موسیٰ الاشعری،سعد بن ابی وقاص،سلمان فارسی، و جابر بن عبداللہ و معاذ بن جبل فھولاء ثلاثۃ عشر۔

ترجمہ: ان متوسطون میں سے ابو بکر صدیق، ام سلمہ، انس بن مالک، ابو سعید خدری، ابو ھریرہ، عثمان بن عفان، ابو موسیٰ الاشعری، عبداللہ بن عمر بن العاص، عبداللہ بن زبیر، سعد بن ابی وقاص، سلمان فارسی، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل وغیرہ ان کی تعداد تیرہ ہے۔

والباقون منھم مقلون فی الفتیا ،لایروی عن الواحد منھم الالمسالۃ والمسلاتان،مثلاًابو درداء،ابولیسر،ابو سلمہ المخزومی ،ابوعبیدہ بن جراح۔(17)

باقی وہ حضرات صحابہ کرام ہیں جن سے ان کے فتاویٰ بہت کم نقل کئے گئے ہیں صرف ایک مسئلہ یا دو مسئلہ میں۔ مثلاً ابو درداء، ابوالیسر، ابو سلمیٰ المخزومی، ابو عبیدہ بن جراح وغیرہ۔
مقالہ میں علماء دیوبند کے منتخب اردو کتب فتاویٰ کے تعارفی اور تنقیدی حوالے سے مختصر بحث کی گئی ہے اور ان کی امتیازی خصوصیات پر گفتگو کی گئی ہے۔

۱۔ فتاویٰ رشیدیہ: مولانا رشید احمد گنگوہی (1829ء -1905ء)

امام ربانی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، (1829ء۔ 1905ء) بروز سوموار جاشت کے وقت ٦ ذی قعدہ 1244ھ کو اس گہوارہ عالم فانی میں قدم رکھا۔ آپ کے والد محترم کا نام مولانا ہدایت اللہ ہے اور آپ کا مولد بھی گنگوہ ہے آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ دونوں کی جانب سے شریف النسب اور نجیب الطرفین شیخ زادہ انصاری اور ایوبی نسل تھے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا مملوک علی اور شاہ عبدالغنی مجددی ہیں۔ (18)

فتاویٰ رشیدیہ کی خصوصیات:

فتاویٰ رشیدیہ فقیہ العصر ابو حنیفہ ثانی مولانا رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ کی تالیف کا زمانہ دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت گنگوہی عام طور پر سوالات کا

جواب مستفتی کے سوال کا جواب 'ہاں' یا 'نہیں' میں دیا کرتے تھے اور یہ آپ کے فتویٰ کی سب سے بڑی خصوصیت ہوتی تھی۔ حضرت گنگوہی کی آخری عمر میں ظاہری بینائی نزول ماء سے جاتی رہی تھی تو آپ کے خطوط اور سوالات کے جواب مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی لکھا کرتے تھے جن میں کبھی بطور املاء کے الفاظ لکھواتے تھے اور کبھی مضمون بتلا دیا کہ یہ لکھ دیں۔ ان میں چند خصوصیات نمایاں ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رشدیہ دو جلدوں پر مشتمل ہے جلد اول کتاب اسلوک سے لے کر کتاب الصلوۃ کے کچھ مسائل تک ہے۔ جلد ثانی کتاب الصلوۃ سے مسائل متفرقہ تک ہے۔

2۔ جلد اول میں کتاب السلوک سے کتاب التفسیر والحدیث، کتاب العلم، کتاب الایمان والکفر، کتاب العقائد، کتاب البدعۃ، کتاب الطھارۃ کے کچھ مسائل پر مشتمل ہے۔

۳۔ جلد ثانی بقیہ کتاب الصلوۃ، کتاب الذکوۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب ا لنکاح، کتاب الطلاق، کتاب البیوع، کتاب الدعویٰ، کتاب الاجارۃ وغیرہ سے مسائل متفرقہ پر مشتمل ہے۔

۴۔ اکثر فتاویٰ مختصر ہیں۔ ان میں دلائل ذکر نہیں کئے گئے اور بعض سوالات کے جوابات آپ کے کمال علمی کیوجہ سے مجمل رہے اس کے لیے دارالعلوم اکوڑہ خٹک حقانیہ نے فتاویٰ رشیدیہ پر تخریج کا کام کیا ہے اور ساتھ حاشیہ بھی لگایا ہے اور ساتھ کچھ اضافے بھی کئے ہیں۔

۵۔ دلائل قرآن کریم اور احادیث کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں اس کے علاوہ فتاویٰ شامہ فتح القدیر اور بحر الرائق کے حوالے بھی دیتے ہیں۔

۶۔ اکثر فتاویٰ اردو میں ہیں بعض فارسی میں بھی تحریر کیے گئے ہیں۔

۷۔ آپ کے فتاویٰ میں اختصار کو ہمیشہ ملحوظ رکھا گیا ہے جیسا کہ ایک مستفتی کا سوال ہے۔ کیا تلاوت کلام مجید کے سجدہ کے وقت اللہ اکبر کہے یا نہیں اللہ اکبر کہہ کر جانا چاہیے اور اللہ اکبر کہہ کر اُٹھنا چاہیے۔

۸۔ اس مجموعہ میں دو فتاویٰ تفصیلی ہیں۔ پہلا فتویٰ مجلس میلاد کا حکم۔ اس فتویٰ میں تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ دوسرا فتویٰ "تروایح کی رکعات تعداد پر مفصل بحث سے متعلق ہے۔

9۔ خلاصہ یہ ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے ابتدائی دور میں اصل مدار فتاوی حضرت گنگوہی تھے۔ (19)

(۲) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مولانا عزیز الرحمن عثمانی، (1859ء/1928ء)

مفتی عزیز الرحمن 1275ء میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام ظفر الدین ہے آپ کے والد محترم مولانا فضل الرحمن عثمانی ہیں آپ کے والد دارالعلوم دیوبند کے اولین اساطین مجلس شوریٰ دارالعلوم کے رکن تھے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا محمد یعقوب نانوتوی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی ہیں۔ آپ نے دینی علوم سے 1872ء سے فراغت پائی آپ نے دارالعلوم دیوبند میں دارالا فتاویٰ کی ذمہ داری 1310ھ سے 1345ھ تک اس عظیم منصب پر فائز رہے اور یہ خدمت جلیلہ سرانجام دیتے رہے۔ (20)

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ دارالحدیث ملتان سے شائع ہوا ہے اس کی جمع و ترتیب کا کام حضرت مولانا مفتی ظفر الدین نے کیا ہے اس میں ابواب اور فضول کو قائم کیا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں تمام فتاویٰ کا ریکارڈ دستیاب نہیں ہو سکا۔ 1310ھ سے 1329ء سال تک کا ریکارڈ دفتر افتاء میں موجود نہیں تھا مگر اس کے بعد نقل کو محفوظ کرنے کا انتظام کیا گیا اب دارالعلوکے فتاوی کا پہلا رجسٹر 1329ھ کا ہے پھر یہ سلسلہ 1346ھ تک جاری رہا۔ 1346ھ تک کے فتاویٰ کی تعداد 37561 ہے یہ بندرہ سالہ ریکارڈ در اصل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ہے۔

۱۔ فتاویٰ کا یہ ایک مکمل مجموعہ ہے اس میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق مکمل اور مفصل فتاویٰ موجود ہیں۔

۲۔ فتاویٰ کا نفع عام کرنے کے لیے ابواب اور فصول کی ترتیب قائم کی گئی ہے تاکہ ہر مسئلہ کو متعلقہ ابواب اور فصل سے منتخب کیا جا سکے مکررات اس میں سے حذف کر دیئے گئے ہیں۔

3۔ قدیم عربی مآخذ سے استفادہ کرتے ہیں مگر قرآن و حدیث کے حوالے بھی ذکر کرتے ہیں۔

۴۔ حوالے کے لیے نیچے دیئے گئے صفحہ کے آخر میں حوالہ ذکر کیا جاتا ہے۔ زیادہ تر فقہی حوالوں پر انحصار کرتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ شامیہ فتاویٰ ھندیہ اور بحر الرائق وغیرہ۔

۵۔ اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں بعض اوقات تفصیلی جواب بھی مکمل و منصل ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ جلد اول کتاب الطھارہ سے اور جلد عاشر۔

۷۔ طرز استدلال سادہ مگر جامعیت آپ کے فتویٰ میں موجود ہوتی ہے جیسا کہ ایک مستفتی کے سوال کا جواب دیتے ہیں۔ شیر، چیتے وغیرہ کی کھال بعد دباغت کے پاک ہو جاتی ہے یا نہیں اور خنزیر کی کھال بھی دباغت کے بعد پاک ہوتی ہے یا نہیں

خنزیر سوا اور جانوروں شیر، کتا، گدھا وغیرہ کی کھال رباغت سے پاک ہو جاتی ہے اور اس پر نماز درست ہے۔ (21)

3۔ امداد الفتاویٰ: مولانا اشرف علی تھانوی: (1863ء/1943ء)

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ بمطابق ۱۹ مارچ ۱۸۶۳ء کو چہار شنبہ کے دن بوقت صبح صادق پیدا ہوئے آپ کا مقام پیدائش تھانہ بھون ضلع مظفر نگر ہے۔ والد ماجد کا اسم مبارک

عبدالحق تھا۔آپ کی خاندانی نسبت فاروقی اور علوی ہے۔آپ شریف النسب اور عالی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ابتدائی تعلیم میرٹھ میں مختلف اساتذہ کرام سے حاصل کی اس کے بعد تھانہ بھون میں متوسطات اور انتہائی کتب اپنے ماموں واجد علی سے پڑھیں پھر تحصیل عربی کے لیے دیوبند تشریف لے گئے۔عربی کی پوری تعلیم دیوبند سے حاصل کی اور صرف ۱۹ یا ۲۰ برس کی عمر میں بفضلہ فارغ التحصیل ہوگئے تھے۔آپ کے مشاہر اساتذہ کرام میں مولانا سید احمد صاحب، مولانا محمود صاحب اور مولانا محمود حسن دیوبندی تھے ۔(22)

اہم خصوصیات:

امداد الفتاویٰ چھ جلدوں پر مشتمل ہے اس کو ترتیب جدید اور نئی ابواب بندی کے ساتھ مفتی محمد شفیع کے نام سے مکتبہ سید احمد شہید کوڑہ خٹک نوشہرہ سے شائع ہوا ہے۔

امداد الفتاویٰ حضرت تھانوی کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے۔جو آپ کے مختلف مقامات پر لکھے گئے فتاویٰ کے جوابات ہیں۔اور یہ فتاویٰ تین ادوار پر مشتمل ہے۔ایک زمانہ طالب علمی جب مولانا محمد یعقوب کی سرپرستی میں لکھے گئے دوسرے وہ جو کانپور میں لکھے گئے تیسرا وہ زمانہ جو آپ نے قیام وطن تھانہ بھون میں تحریر فرمائے۔یہ مجموعہ پہلے فتاویٰ اشرفیہ کے نام سے موسوم تھا پھر بعد اپنے مرشد علیہ الرحمہ کے نام پر رکھ دیا گیا جو کہ امداد الفتاویٰ کے نام سے مشہور ہے۔اس کی بنیادی خصوصیات یہ ہیں۔

۱ ۔ایک مسئلہ سے متعلق جتنے فتاویٰ مختلف جلدوں میں تھے یا ترجیح الراجح میں اس کی بحث تھی اس کو یکجا کر دیا

۲ ۔ہر مسئلہ کیساتھ طبع قدیم کی جلد اور صفحہ کا حوالہ لکھا۔

۳ ۔جن مسائل میں متعدد فتاویٰ نظر آئے اور بظاہر متعارض ہیں اور تراجیح الراجح میں اس پر کلام نہیں ان کی ترتیب یا ترجیح کے لیے حاشیہ میں توضیح کی گئی۔

۴ ۔جن مسائل میں کوئی ابہام تھا اس پر حواشی لکھ دیئے گئے۔

۵ ۔جدید عنوانات اور فصول قائم کئے گئے۔

۶ ۔ہر جلد کے فتاویٰ پر ترتیبی نمبر ڈال دیئے گئے فہرست مضامین نہایت مکمل اور واضح لگائی گئی۔

۷ ۔فتویٰ میں اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں ہر سوال کے جواب میں دلیل ضرور ذکر کرتے ہیں۔

۸ ۔فتویٰ میں فقہی حوالہ جات پر زیادہ انحصار کرتے ہیں اور فتاویٰ شامیہ اور عالمگیری کے حوالے ذکر کرتے ہیں۔

جیسا کہ اس سوال میں مذکور ہے۔

قبرستان میں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے یا نہ

فی ردالمختار زیادہ القبور ثم کد عو قائماً طویلاً

اس سے دعا کا جائز ہونا اور ہاتھ اُٹھانا مطلق آداب دعا سے ہے بس یہ بھی درست ہوا۔(23)

4:کفایت المفتی(مفتی کفایت اللہ دہلوی) (1875ء/1952ء)

حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی شاہ جہاں پور کے محلہ ''سن زئی'' میں 1292ھ بمطابق 1875ء کو پیدا ہوئے۔والد محترم شیخ عنایت بن فیض اللہ اور ان کا نسب شیخ جمال یمنی سے جا کر ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے حافظ برکت اللہ سے شروع کی اس کے بعد فارسی وغیرہ کی کتب محلہ ورگ زئی میں حافظ نسیم اللہ کے مکتب سے حاصل کی۔اس کے بعد مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گئے وہاں تعلیمی سلسلہ کو جاری رکھا۔مدرسہ شاہی مراد آباد کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔بائیس برس کی عمر میں 1315ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔آپ کے مشاہیر اساتذہ کرام میں مولانا عبدالعلی صاحب اور حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن دیوبندی تھے۔(24)

اہم خصوصیات:

کفیات المفتی آپ کی مستقل تصنیف نہیں بلکہ مسائل اور مستفتی حضرات کے جوابات ہیں جو انتہائی لگن کے ساتھ آج نو جلدوں میں موجود ہیں جس پر جامعیہ فاروقیہ کے علماء کرام نے تخریج کی ہے۔

ان میں چیدہ چیدہ خصوصیات یہ ہیں۔

۱ ۔کفایت المفتی میں ہر مسئلہ کا عنوان قائم کیا گیا ہے تاکہ مطلوبہ مسئلہ کا ملنا آسان ہو سکے۔

۲ ۔فہرست بھی ساتھ مرتب کی گئی ہے اور غیر مفتی پر فتاویٰ کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۳ ۔کفایت المفتی جلد اول کتاب الایمان والکفر اور جلد نہم کتاب الخطر والا باحۃ مع کتاب السیاسیات ہے۔

۴ ۔جلد اول سے لے کر جلد نہم کے کل فتاویٰ کی تعداد(4479) ہے۔جن میں رجسٹروں کے فتاویٰ (2686) ہیں اور دوسری تیسری قسم کے(1803)ہیں یہ مجموعہ فتاویٰ مسمیٰ بہ کفایت اللہ المفتی نو جلدوں میں ہے

۵ ۔کفایت المفتی میں تین قسم کے فتاویٰ جات ہیں۔اول وہ جو نقوش فتاویٰ کے رجسٹروں میں سے لے گئے ہیں ایسے فتاویٰ کی پہچان یہ ہے کہ لفظ المستفتی پر نمبر ہے اور مستفتی کا نام و مختصر پتہ اور

CC BY

تاریخ روانگی درج ہے دوسرے فتاویٰ جو سہ روزہ الجمعیتہ سے لیے گئے ہیں ان میں لفظ سوال کے نیچے حوالہ لکھا گیا ہے

تیسرے وہ فتاویٰ جو گھر میں موجود تھے۔ یا باہر سے حاصل کئے گئے، مطبوعہ کتابوں سے لیے گئے لفظ جواب کے شروع میں جو نمبر لکھا گیا ہے وہ مجموعہ میں شامل شدہ فتاویٰ کی کل تعداد ظاہر کرنے کے لیے سریل نمبر ہے

۶ ۔ فتاویٰ کے جواب میں تفصیل اور اختصار دونوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔

۷ ۔ دلائل قرآن کریم، احادیث مبارکہ سے نقل کرتے ہیں اس کے علاوہ فتاویٰ شامیہ فتح القدیر اور فتاویٰ عالمگیری سے حوالے نقل کرتے ہیں

۸ ۔ حدیث کے حوالہ کے وقت صرف متن حدیث ذکر کرتے ہیں اور بعض اوقات صرف اشارہ کرتے ہیں۔

۹ ۔ جلد اول میں کتاب العقائد کے مسائل کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

زیادہ تر فتاویٰ اردو زبان میں ہے کہیں فارسی میں بھی جواب دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ اس فتویٰ میں ہے۔

وہ در دہ حوض کی گہرائی کم از کم کتنی ہونی چاہیے:

گہرائی صرف اس قدر کافی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے پانی اُٹھایا جائے تو زمین یعنی پانی کی نیچے کی تہہ نہ کھلے۔ (25)

5: فتاویٰ محمودیہ:(مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) (1907ء/1969ء)

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ ۸ جمادی الثانی 1325ھ 1907ء شب جمعہ اس خانوادے کے چشم وچراغ کی ولادت ہوئی۔

آپ کا سلسلہ نسب میزبان رسول حضرت ابوایوب انصاری تک جاملتا ہے۔ آپ کے والد مکرم مولانا حامد حسن گنگوہی دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم حفظ قرآن اور کتب اپنے آبائی گاؤں گنگوہ سے حاصل کی پھر اس کے بعد آپ مظاہر العلوم سہارن پور تشریف لے گئے فارسی سے لے کر جلالین شریف تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ دورہ الحدیث کے لیے آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے دورہ الحدیث کی کتب حضرت حسین احمد مدنی سے پڑھیں پھر اس کے بعد دوبارہ کتب حدیث سہارن پور میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری سے پڑھیں مدرسہ مظاہر العلوم میں آپ کا بطور مفتی تقرر ہوا اور تقریباً بیس سال تک افتاء کی خدمت سرانجام دیتے رہے اس کے بعد مختلف مدارس میں درس وتدریس اور افتاء کی ذمہ داری سنبھالتے رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے حضرات کے اصرار پر آپ کا تقرر دارلعلوم دیوبند میں بطور مفتی ہوا۔ کچھ عرصہ خدمت کرنے کے بعد دوبارہ مظاہر العلوم تشریف لے آئے پھر یہاں کے حالات اور اختلافات کیوجہ سے دوبارہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور یہیں پر آپ فقہ اور فتاویٰ میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔(26)

اہم خصوصیات:

فتاویٰ محمودیہ جدید بیس جلدوں پر نئی تخریج، تبویب کے ساتھ جامعہ فاروقیہ کراچی سے شائع ہوا ہے۔

فتاویٰ محمودیہ ایک فقہی انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں ہزاروں قسم کے مسائل کو جمع کیا گیا ہے عقائد سے معاشرت تک تمام مسائل جس انداز سے جمع کئے گئے ہیں جیسے موتی ہار کی لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں فتاویٰ محمودیہ کی خصوصیات میں سے چند قابل ذکر ہیں۔

۱ ۔ اکثر جوابات مختصر ہیں لیکن بعض رسائل کی شکل بھی اختیار کر گئے ہیں۔

۲ ۔ سلیس اور عام فہم اردو ہے اور ہر جواب انتہائی مدلانہ طریقے سے دیا گیا ہے۔

۳ ۔ جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو تو"لا اوری" کہنے میں جھجک محسوس نہیں فرماتے اگر کوئی احکام شرعیہ سے ہٹ کر سوال کرے تو اس کا جواب ختماً نہیں دیتے۔

۴ ۔ محض قواعد واصول کو سامنے رکھ کر حضرت والا جواب لکھنے کو کافی نہ سمجھتے بلکہ ہر مسئلہ کے لیے فقہاء کی عبارات میں جزئیہ صریحہ تلاش فرماتے۔

۵ ۔ کسی دوسرے مفتی صاحب کا تحریر کردہ فرمودہ فتویٰ برائے تصدیق لایا جاتا جب تک اس پر پورا اطمینان نہ ہو جاتا ہر گز دستخط نہ فرماتے اطمینان ہونے پر تصدیق فرمانے سے بھی کبھی اعتراض بھی نہ فرماتے۔

۶ ۔ دلائل میں قرآنی حوالہ بھی ذکر کرتے ہیں اور احادیث رسول کا بھی حوالہ دیتے ہیں جیسا کہ ایک فتویٰ میں کسی سوال کا جواب دیتے ہیں ایک مسلمان جس کا نام ظہور خان ہے وہ یہ کہتا ہے کہ مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذہب کے اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو وہ بھی جنتی ہے اور قرآن پاک کا حوالہ دیتا ہے برائے مہربانی تحریر فرمادیں کہ اس کا جواب کیا ہوگا۔

جو شخص شرک وکفر کی حالت میں مرا ہو اس کی نجات نہیں ہوگی۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا (من یُشرک باللہ فقد حرم علیہ الجنتہ وماوہ النار) قرآن کریم میں صریح موجود آیا ہے اس کے متعلق موجود ہے۔ (27)

6۔ فتاویٰ رحیمیہ (مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری. (1903ء/2001ء)

مفتی سید عبدالرحیم لاجپوری ماہ شوال 1321ھ بمطابق 1903ء کو انڈیا کے ضلع سورت قصبہ نوساری میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب سید عبدالقادر جیلانی الحسنی قدس اللہ سرہ تک پہنچتا ہے۔آپ نے ابتدائی تعلیم یعنی حفظ قرآن حافظ سید حسام الدین قادری سے مکمل کیا۔فارسی اور ابتدائی کتب کی تعلیم مدرسہ محمودیہ میں حاصل کی اور پھر اس کے بعد قاری محمد عمر تھانوی مدظلہ سے قرآن کی تکمیل کی پھر آپ نے مدرسہ محمودیہ جامعہ حسینیہ راندیر میں درسیات کی تکمیل کی اور 1931ء کو سند فراعت حاصل کی۔

درس نظامی کی تکمیل کے بعد اساتذہ کی نگرانی میں افتاد نویسی کی مشق شروع کی۔آہستہ آہستہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقہ و فتاویٰ میں کمال عطا فرمایا اور بڑے بڑے علماء آپ کے فتاویٰ کی تصدیق فرماتے۔ آپ کی خصوصیت یہ تھی کہ ردبدعت میں آپ نے صرف تحریر اور فتویٰ کے لحاظ سے بلکہ علمی طور پر پیش پیش رہے آپ جس طرح دوسروں کو سنت کا پابند بناتے تھے خود بھی زندگی کے ہر شعبہ میں پابندی سنت کا پورا پورا اہتمام فرماتے تھے۔(28)

اہم خصوصیات:

فتاویٰ رحیمیہ دس جلدوں پر مشتمل حضرت مفتی عبدالرحیم راجپوری کی فقہی اور علمی کاوش ہے اور یہ فتاویٰ حضرت کے علمی رسوخ فقہی کمال وسعت علمی کا بہترین مظہر ہے اور اپنے طرز اسلوب میں منفرد ہے اور تمام جدید وقدیم فتاویٰ میں ممتاز ہے اور یقیناً حضرت کا یہ فقہی انسائیکلوپیڈیا ایک بہترین تصنیف ہے اور حضرت مفتی صاحب کے جلد اول پر جن اکابر علماء نے اپنی آراء کا اظہار کیا ہے۔ یقیناً اکابر کا فتاویٰ رحیمیہ کے مؤلف پر اعتماد کی بین دلیل ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ پر نئے انداز سے تخریج، تبویب اور تعلیق کا کام ہوا ہے اس کو استاد محترم مفتی محمد صالح کاروڑی نے احسن طریقے سرانجام دیا ہے

فتاویٰ رحیمیہ کی چیدہ خصوصیات قابل ذکر ہیں۔

۱ ۔فتاویٰ کا یہ مکمل مجموعہ ہے جو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق رہنمائی کرتا ہے۔

۲ ۔حوالہ کے لیے قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور فقہی جزئیات کے حوالے ذکر کرتے ہیں۔

۳ ۔اختصار اور طوالت دونوں صورتیں اس فتویٰ میں ملتی ہیں۔

۴ ۔طرز استدلال سادہ مگر عام فہم اور سلیس اردو میں ہوتا ہے۔

۵ ۔جلد اول کتاب الایمان والعقائد کتاب السنتہ والبدعتہ پر مشتمل ہے اور جلد عاشر کتاب الایمان والنذر سے کتاب المیراث پر مشتمل ہے۔

۶ ۔اکثر جوابات متعدد کتب کے حوالے سے مزین ہوتے ہیں اور سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسے مدلل ہوتے ہیں کہ اس مستفتی کو اطمینان کی راحت بخش دیتے ہیں۔

خلاصہ بحث

عہد رسالت اور عہد صحابہ وتابعین میں فتویٰ نویسی کا کام اکثر وبیشتر زبانی تھا۔زمانہ کے تغیر کے ساتھ اس میں نت نئے مسائل اور ضروریات نے جنم لیا تو فقہاء کرام نے قرآن وسنت کے اصولوں کی روشنی میں فقہ واصول کا ایک گلدستہ تیار کیا فقہاء کرام نے ان اصولوں کی روشنی میں نہایت عرق ریزی اور جانفشانی سے کام لیا اور ہر زمانے میں ان اصولوں سے امت مستفید ہوتی رہی۔ان فقہاء کرام اور مفتیان عظام نے افتاء کو فریضہ منصبی تصور کرتے ہوئے ہمیشہ ہی مسلمانوں کی رہنمائی کی مقالہ ہذا میں علماء دیوبند کے ان منتخب اردو فتاویٰ کی چیدہ چیدہ خصوصیات کو جمع کیا گیا ہے تاکہ اردو فتاویٰ سے مستفید ہونے والے اہل علم کے لیے رہنمائی کا کام دے سکیں۔ان فتاویٰ کا مطالعہ اور اُن مفتیان عظام کے طرز استدلال، شرائط افتاء، اسلوب فتویٰ، تفقہ فی الدین قدیم وجدید علمی ذخیرہ پر اطلاع و واقفیت کے ساتھ اہل زمانہ کی طبائع سے واقفیت کے حوالے سے بھرپور اہمیت رکھتے ہیں اور یہی اہل علم کے لیے رہنمائی کا بہترین ذریعہ ہیں

حواشی وحوالہ جات

1:ابن منظور، افریقی، لسان العرب، بیروت مطبع دار الکتب، ص، 169-170

2:سورۃ یوسف، 43

3::سورۃ النحل، 32

4:عثمانی، محمد تقی، مفتی، اصول الافتاء وآدابہ، کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2011ء، ص، 9

CC BY

5: الراشدی، کمال الدین مفتی، المصباح فی رسم المفتی و مناھج الافتاء، راولپنڈی، مکتبہ عثمانیہ، ج 1، ص، 16

6: سورۃ النساء، 127

7: الدارمی، محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، باب القتیا مافیہ مناالشدۃ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، رقم الحدیث، 157

8: احمد بن حنبل، مسند احمد، بیروت، داراحیاء التراث، ج 5، ص، 268

9: سورۃ النساء، 127

10: سورۃ الانفال، 1

11: البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ج، 3 ص، 18

12: عثمانی، ایضاً ص 10

13: عثمانی، ایضاً

14: سورۃ الحشر، 7

15: سورۃ النساء، 59

16: ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، باب اجتہاد فی القضاء، کراچی، میر محمد کتب خانہ، ج، 2 ص، 505

17: ابن قیم، محمد بن ابی بکر، اعلام الموقعین عن رب العالمین، بیروت، مکتبہ دار الکتب العلمیہ، ج، 1 ص، 10

18: میرٹھی، محمد عاشق الٰہی، مولانا تذکرہ الرشید لاہور ادارۃ اسلامیات، طبع، 1986، ص، 13

19: تالیفات رشیدیہ، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص، 16

20: ظفرالدین مفتی، دارالعلوم دیوبند ملتان دار الحدیث ج ا، ص، 16

21: ظفرالدین مفتی، دارالعلوم دیوبند ملتان دار الحدیث ج ا، ص، 18

22: مجذوب، خواجہ عزیزالحسن، اشرف السوانح، ملتان مکتبہ تالیفات اشرفیہ 2006ء ص، 54

23: تھانوی اشرف علی مولانا، امداد الفتاویٰ کوڑہ خٹک نوشہرہ مکتبہ سید احمد شہید ج ا، ص، ۸۳۴

24: شاہ جہاں پوری ابو سلیمان ڈاکٹر، مفتی کفایت اللہ ایک مطالعہ لاہور، جمعیت، پبلی کیشنز وحدت روڈ ص: ۴۱

25: دہلوی کفایت الہ مفتی، کفایت المفتی، کتاب الطھارۃ کراچی دار الاشاعت ج ا ص: ۳

26: گنگوہی محمود حسن مفتی، فتاویٰ محمودیہ کراچی جامعہ فاروقیہ ج ا، ص: ۵

27: گنگوہی، محمود حسن، فتاویٰ محمودیہ کراچی جامعہ فاروقیہ ج ا ص: ۷۹۶

28: راجپوری عبدالرحیم مفتی فتاویٰ رحیمیہ کراچی دار الاشاعت ج ا ص: ۹۱

CC BY